بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا مسلمان ہونے کے لیے اسلامی تعلیمات کا علم ہونا ضروری ہے؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

میرا دوست اسلام قبول کرنا چاہتا ہے اس کو اسلام کی معلومات نہیں ہے کیا اُسے مسلمان کرسکتے ہیں؟

جواب

جس شخص کو اسلام کی معلومات نہ ہو، اسے بھی مسلمان کرسکتے ہیں، بلکہ جب وہ قبولِ اسلام کی خواہش کا اظہار کرے، تو فوراً اسلام قبول کروانا ضروری ہے۔ یہ ہر گز نہیں دیکھا جائے گا کہ وہ شخص اسلام کی بنیادی تفصیلات کو جانتا ہے یا نہیں۔ اُسے محض اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی رسالت سے آگاہ کرکے کلمہ طیبہ پڑھا دیا جائے گا۔ آج تک ہزاروں نہیں، کروڑوں لوگ اِسی انداز میں مسلمان ہوئے کہ جب کلمہ پڑھا، تو تفصیلاتِ دین سے مکمل آگاہ نہیں تھے، چنانچہ؛

(1)...جب حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا، تو صحابہ کرام حاضر ہوتے اور اسلام قبول کرتے جاتے، حالانکہ اس وقت ابھی احکامات نازل ہو رہے تھے اور مکمل اسلامی معلومات موجود ہی نہیں تھی، لیکن اس کے باوجود حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے یوں نہیں فرمایا کہ اسلام قبول کرنے کے لیے آنے والوں کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے سے پہلے نازل شدہ اسلامی تعلیمات دی جائیں، بلکہ محض اُن کے اجمالی ایمان کو قبول کرتے جیسا کہ؛

*...جب حضرتِ ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ پہلی بار نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے، تو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے حضرتِ ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ پر اسلام پیش فرمایا، تو کوئی تفصیلی علم کی بات نہیں ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر ہی میں آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے اسلام قبول کرلیا۔

*...حضرتِ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی ہمشیرہ کے گھر قرآنِ مجید کی صرف چند آیات کی تلاوت کی تھی اور کلمہ شہادت پڑھا، پھر حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آئے اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اسلام پیش فرمانے پر آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے سامنے توحید و رسالت کی گواہی دی۔

*...حضرت اُصَیرِم رضی اللہ تعالی عنہ نے عین غزوہ احد کے موقع پر اسلام قبول کیا، فوراً جنگ میں شرکت کی اور شہید ہو گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو خبر ملی، تو انہیں جنتی قرار دیا، حالانکہ نہ ہی دینیات میں سے کچھ سیکھا تھا اور نہ ہی اس پر کچھ عمل کیا تھا، بلکہ اسلام لائے اور شہید ہو گئے، لیکن پھر بھی نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا انہیں جنتی قرار دینا اس بات کی دلیل ہے کہ بغیر اسلامی تعلیمات کے بھی ان کا اسلام لانا قابلِ قبول تھا۔

(2)...بخاری شریف میں پورا باب موجود ہے، جس میں وہ روایات ہیں کہ جن میں نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے بچوں کو دعوتِ اسلام پیش کرنے کا تذکرہ ہے۔ اگر مکمل اور تفصیلی معلومات ہونے پر ہی دعوتِ اسلام پیش کرنا درست ہوتا، تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی بچوں پر اسلام پیش نہ کرتے، جبکہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلمکا بچوں کو دعوتِ اسلام پیش کرنا ثابت ہے۔

(3)... کثیر وفود اور قافلے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور فوراً ہی یا بنیادی دینی آگاہی کے بعد قبولِ اسلام کر لیتے۔ یہاں بھی واضح بات ہے کہ اتنے مختصر سے وقت میں تمام تعلیماتِ دینیہ نہیں سکھائی جاتی ہوں گی، بلکہ اُن کے بغیر ہی کلمہ پڑھا دیا جاتا تھا اور تفصیلی معلومات وہ بعد میں حاصل کرتے۔ جیسا کہ خود قافلوں کے سردار اور رؤساء آپ سے گزارش کرتے کہ "یارسول اللہ! صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اپنا کوئی مبلغ ہمارے علاقے میں بھیجیں۔" اور نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم بھیجا بھی کرتے تھے۔

اصل بات یہ ہے کہ وہ امور، جن کے بارے میں یقینی طور پر معلوم ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے، ان تمام امور کی اجمالی طور پر دل سے تصدیق کرنا، مثلاً یوں کہ جو کچھ بھی دین میں ہے، سب حق ہے، سب کو تسلیم کرتا ہوں، یہ ایمان کہلاتا ہے اور اتنی بات کی تصدیق پر ہی وہ شخص صاحب ایمان ہو جائے گا اور توحید و رسالت کے اقرار کے ضمن میں یہ اقرار موجود ہوتا ہے۔ اب بقیہ تفصیلات اپنی زندگی میں بعد میں بالتدریج سیکھتا رہے گا۔

اہم اور قابلِ توجہ بات:

جب بھی کوئی غیر مسلم اسلام قبول کرنے کے لیے آئے، تو فوراً اسے اسلام قبول کروانا لازمی و ضروری ہے۔ فقہائے کرام یہاں تک فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان فرض نماز ادا کر رہا ہو اور کوئی غیر مسلم آکر اسلام قبول کرنے کا بولے، تو اس کے لیے حکم ہے کہ نماز توڑ کر فوراً اسے داخلِ اسلام کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس معاملے میں کتنی تاکید فرمائی گئی ہے۔ ایسی جگہ تاخیر کرنا اسلام کی طرف مائل شخص کے ساتھ بڑی ناانصافی ہے کہ وہ شخص تو اپنے وجود سے کفر کی گندگی چھڑانے کو تیار بیٹھا ہے اور وہ باطل دین کو چھوڑ کر سچے دین کی طرف آنا چاہتا ہے لیکن دوسرا شخص تاخیر کرے۔

دین میں داخلے کے لیے اجمالی تصدیق کافی ہے، جیسا کہ "شرح العقائد النسفیۃ" میں ہے: "(هو التصديق بما جاء به من عند الله تعالى) أي: تصديق النبي عليه السلام بالقلب في جميع ما علم بالضرورة مجيئه به من عند الله تعالى إجمالا، وأنه كاف في الخروج عن عهدة الايمان، ولا تنحطّ درجته عن الايمان التفصيلي" ترجمہ: ایمان، ان تمام باتوں کی تصدیق کرنا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی مکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں، یعنی دل سے اجمالی طور پر ان تمام باتوں میں حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنا کہ جن کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے پاس آنا قطعی و یقینی طور پر معلوم ہو، یہ اجمالی تصدیق ایمان کے ذمہ سے عہدہ برآ ہونے کے لیے کافی ہے اور اس ایمانِ اجمالی کا درجہ ایمانِ تفصیلی

سے کم نہیں ۔ **(شرح العقائد النسفیۃ، صفحہ 276، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)**

اِس کلام کی شرح میں علامہ محمد عبد العزیز پرہاروی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات : 1239ھ/1824ء) لکھتے ہیں : ”ان الشارح اراد ان الاجمال کاف عند عدم العلم التفصیلی ولا یجب ان یعلم الجزئیات فیصدق بکل منھا علی حدتہ“ ترجمہ : شارح کی مراد یہ ہے کہ تفصیلی علم نہ ہونے کی صورت میں اجمالی طور پر تصدیق کرنا، کافی ہے اور بندے کا تمام جزئیات کو جان کر ان میں سے ہر ایک کی علیحدہ تصدیق کرنا، ضروری نہیں ۔ **(النبراس، صفحہ 392، مطبوعہ کوئٹہ)**

حضرتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اپنے قبول اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ بعثتِ نبوی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے پہلے یمن میں آپ ایک عالم سے ملے ، دورانِ گفتگو اس نے آپ رضی اللہ تعالی عنہ سے آپ کے اہل حرم میں سے ہونے اور قریشی، تمیمی وغیرہ ہونے کے متعلق دریافت کیا اور آپ نے بتایا کہ میں قریشی، تمیمی اور اہل حرم سے ہوں، اس پر اس نے کہا کہ مجھے اپنے جسم کی ایک نشانی دکھا دیجیے کہ ”صحیح صادق علم“ کے مطابق اس ایک کے علاوہ بقیہ نشانیوں سے یہ بات کنفرم ہے کہ ایک نبی مبعوث ہونے والے ہیں اور ایک جوان، ان کے معاملات میں ان کی مدد کرے گا اور وہ آپ ہیں، پھر آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے نشانی دکھائی اور وہ موجود تھی، پھر اس نے آپ کو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کہے ہوئے کچھ اشعار لے جانے کے لیے دیے۔

جب آپ رضی اللہ تعالی عنہ مکہ مکرمہ واپس آئے، تو آپ کو نبی مکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اعلانِ نبوت کی خبر ملی۔ آپ نے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے مقامِ قیام کو معلوم کیا اور جا کر دروازے پر دستک دی۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور دورانِ گفتگو فرمایا کہ ”میں تمہاری طرف اور تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں، لہٰذا اللہ پر ایمان لاؤ“، آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے دلیل مانگی، تو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : ”دلیل وہ شیخ ہے، جس سے یمن میں ملے تھے“ آپ نے عرض کی کہ میں یمن میں کتنے شیوخ سے ملا ہوں، ارشاد فرمایا : وہ شیخ کہ جس نے تمہیں اشعار دیے تھے، تو آپ نے عرض کی : اے حبیب! آپ کو اس کی خبر کس نے دی؟، ارشاد فرمایا : اسی عظیم فرشتے نے کہ جو مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے پاس بھی آیا کرتا تھا، آپ نے عرض کی : اپنا ہاتھ بڑھائیے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ **(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 313، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)**

حضرتِ عمرِ فاروق رضی اللہ تعالی عنہ اپنے قبول اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن کسی نے آپ کو خبر دی کہ آپ کی بہن نے اسلام قبول کر لیا ہے، آپ غضب ناک حالت میں ان کے گھر پہنچے، انہوں نے دروازہ کھولا، تو آپ نے اپنے ہاتھ میں موجود چیز انہیں ماری، پھر جب بیٹھے، تو وہاں موجود قرآنِ مجید کو دیکھا، پھر غسل کے بعد آپ کو قرآنِ مجید دیا گیا، آپ نے چند آیات کی تلاوت کی اور کلمہ شہادت پڑھ کر توحیدِ الٰہی اور رسالتِ مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلمکی گواہی دی اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے مقامِ قیام کے بارے میں دریافت کر کے وہاں پہنچے، ابھی وہاں موجود افراد کو آپ کے قبولِ اسلام کا علم نہیں تھا، آپ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے قریب بیٹھ گئے، آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : ”أسلم یا بن الخطاب، اللھم

اهده، قال: قلت: أشهد أن لا إله إلا الله، وأنك رسول الله، فكبر المسلمون تكبيرة، سمعت بطرق مكة" ترجمہ: اے خطاب کے بیٹے! اسلام لے آ، اے اللہ! اسے سیدھی راہ دکھا، حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، (یہ سن کر وہاں موجود) مسلمانوں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا، جسے مکہ کے راستوں میں سنا گیا۔ **(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، جلد4، صفحہ 141، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)**

غزوۂ احد کے دن جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جنگ کے لیے نکلے، تو حضرتِ اُصیرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں ایمان کی شمع روشن ہوئی اور دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے اور جنگ میں شریک ہو کر لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرمایا، پھر جب حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی شہادت کا ذکر کیا گیا، تو ارشاد فرمایا: "إنه لمن أهل الجنة" ترجمہ: بے شک وہ اہل جنت میں سے ہے۔ **(مسند احمد، جلد39، صفحہ 42، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ)**

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک یہودی لڑکے پر اسلام پیش فرمایا، چنانچہ "صحیح البخاری" میں ہے: "عن أنس رضي الله عنه قال: كان غلام يهودي يخدم النبي صلى الله عليه وسلم، فمرض، فأتاه النبي صلى الله عليه وسلم يعوده، فقعد عند رأسه، فقال له: أسلم. فنظر إلى أبيه وهو عنده فقال له: أطع أبا القاسم صلى الله عليه وسلم، فأسلم" ترجمہ: حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلمکی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہو گیا، تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلماس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اس کے سر کے پاس تشریف فرما ہوئے، پھر اس سے فرمایا: اسلام لے آ، اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، جو اس کے پاس تھا، اس نے لڑکے سے کہا: حضور ابو القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کر لے، تو بچہ اسلام لے آیا۔ **(صحیح البخاری، جلد2، باب ھل یعرض علی الصبی الاسلام، صفحہ 94، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)**

مدینہ منورہ سے آنے والے قبیلہ خزرج کے گروہ پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسلام پیش فرمانا اور مکمل تعلیمات اسلامیہ کی معلومات کے بغیر ان کے قبولِ اسلام کے متعلق "السيرة النبوية لابن هشام" میں ہے: "خرج رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم في الموسم الذي لقيه فيه النفر من الأنصار فعرض نفسه على قبائل العرب، كما كان يصنع في كل موسم. فبينما هو عند العقبة لقي رهطا من الخزرج أراد الله بهم خيرا۔۔۔ فدعاهم إلى الله عز وجل، وعرض عليهم الاسلام، وتلا عليهم القرآن۔۔۔ فأجابوه فيما دعاهم إليه، بأن صدقوه وقبلوا منه ما عرض عليهم من الاسلام"

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حج کے زمانہ میں وہاں تشریف لے گئے، جہاں آپ کی ملاقات انصار کے ایک گروہ سے ہوئی، وہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے مختلف قبائل کے سامنے (اپنا پیغامِ اسلام) پیش فرمایا، جیسا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر مرتبہ کیا کرتے تھے۔ اسی دوران، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک گھاٹی کے پاس تھے، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبیلہ خزرج کے ایک گروہ سے ملاقات ہوئی، جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا ارادہ فرمایا۔۔۔۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اللہ عزوجل کی طرف بلایا، ان کے سامنے اسلام پیش کیا اور انہیں قرآن پڑھ کر سنایا، تو

انہوں نے اس دعوت کے جواب میں آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی اور جو اسلام آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سامنے پیش کیا تھا، اسے قبول کیا۔ **(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، جلد 1، صفحہ 428، مطبوعہ مصطفی البابی الحلبی، مصر)**

پھر اگلے سال انہی افراد کے ساتھ مزید افراد آئے اور اسلام کو قبول کیا، جیسا کہ "المواھب اللدنیۃ" میں ہے: پھر جب اگلا سال آیا، تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات بارہ آدمیوں سے ہوئی۔۔۔ (اور) سب اسلام لائے۔ **(المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، جلد 1، صفحہ 278، مطبوعہ المکتب الاسلامی)**

چونکہ ان کے پاس مکمل اسلامی معلومات نہیں تھی، تو اسلام لانے کے بعد واپس جا کر انہوں نے خط لکھا کہ "ہمارے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجیں، جو ہمیں اسلامی تعلیمات سکھائے"، جیسا کہ مزید لکھا: "ثم انصرفوا إلى المدينة فأظهر الله الاسلام و كان أسعد بن زرارة يجمع بالمدينة بمن أسلم و كتبت الأوس والخزرج إلى النبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم: ابعث إلينا من يقرئنا القرآن، فبعث إليهم مصعب بن عمير" ترجمہ: پھر وہ مدینہ منورہ واپس چلے گئے، تو اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ میں اسلام کو غالب فرما دیا۔ اور حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالی عنہ مدینہ میں ان لوگوں کے ساتھ جمعہ قائم کرتے تھے، جو اسلام لا چکے تھے۔ اور پھر اوس اور خزرج نے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو خط لکھا کہ ہمارے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجیں، جو ہمیں قرآن پڑھائے، چنانچہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالی عنہ کو بھیجا۔ **(المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، جلد 1، صفحہ 279، مطبوعہ المکتب الاسلامی)**

اسلام قبول کرنے والے کو فوراً قبول کروانا ضروری ہے، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "لو جاء ذمي فقال للمصلي: اعرض علي الاسلام يقطع وإن كان في الفريضة كذا في الخلاصة" ترجمہ: اگر کوئی ذمی شخص آئے اور نماز پڑھنے والے سے کہے کہ مجھے اسلام قبول کرواؤ، تو یہ نماز توڑ دے (اور اسے اسلام قبول کروائے)، اگرچہ فرض نماز ادا کر رہا ہو۔ **(الفتاوی الھندیۃ، جلد 1، صفحہ 109، مطبوعہ کوئٹہ)**

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

تاریخ اجراء: 24 جمادی الاخری 1447ھ / 16 دسمبر 2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net